رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

الفضل

اللہ تعالےٰ نے اسبات کے ثابت کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن پھر بھی یہ لوگ نہیں مانتے۔ (چشمہ معرفت ص۳۱۷)

مضامین بنام ایڈیٹر

باقی تمام خط وکتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ص۶۵)

جلد ۲ | مورخہ ۹ فروری سنہ ۱۹۱۵ء مطابق ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۰۲

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت خلیفہ ثانی کو پیرزش کی شکایت ہے احباب خاص طور سے دعاؤں میں لگ جائیں (۲) ۷ فروری کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے مسئلہ کفر و اسلام پر اپنا زبردست مضمون فصاحت مشحون سُنایا جس کا ایک ایک لفظ اسقدر روحانیت میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور فقرہ فقرہ اتنی برقی طاقت اپنے اندر لئے ہوئے تھا کہ کانوں سے اترتے ہوئے جذر قلب تک پہنچ جاتا۔ اور رگ رگ میں ایمانی قوت کی رو پھیلا دیتا تھا۔ لوگ بت بنے بیٹھے تھے اور لکچرار کی پوری حکومت انکی تمام تر توجہ پر تھی۔ عصر سے پہلے سوا گھنٹہ اور عصر کے بعد ۵۰ منٹ۔ دو گھنٹے میں ختم ہوا۔ اور خاتمہ پر تمام لوگ پکار اُٹھے کہ خدا اپنے پیارے نبی کے پیارے فرزندوں کو آپ بڑھاتا ہے اللھم صل علی محمد و علی عبدک المسیح الموعود۔ یہ مضمون انشاء اللہ رسالہ کی صورت میں طبع ہوگا۔

اخبار احمدیہ

(۱) برادر مکرم مفتی محمد صادق صاحب (جو حیدرآباد دکن میں تبلیغ سلسلہ فرما رہے ہیں) کی والدہ ماجدہ نے بھیرہ میں وفات پائی۔ ایک چھت ناگہاں آپڑی۔ مرحومہ ایک نیکبخت صالحہ بی بی تھیں سب احمدی احباب ان کا جنازہ غائب پڑھ دیں۔ مفتی صاحب کو اپنی والدہ ماجدہ سے بہت محبت تھی اس لئے انہیں سخت صدمہ پہنچنا ناگزیر ہے مگر وہ جسکے کام میں لگے ہیں ماں سے بھی زیادہ محبوب ہے اس لئے یقین ہے کہ انکے استقلال میں فرق نہیں آئے گا۔ (۲) غلام نبی احمدی انصاری ہرمانوی کی بیٹی غلام فاطمہ کا جنازہ غائب احباب پڑھ دیں۔ (۳) محمد سعید الحسن صاحب لکھتے ہیں کہ شہر مونگیر کے وکلاء و رؤساء میں خوب تبلیغ کی بعض ہندو وکلاء میں پیغام صلح (تصنیف مسیح موعودؑ) کا انگریزی ترجمہ تقسیم کیا۔ (۴) مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی لاہور میں جماعت احمدیہ کی درس تدریس میں جو کام کر رہے ہیں

اللہ تعالےٰ ان کا اجر ہو۔ اور آپکی یہ دعا مستجاب ہو ؎

عطا ہو عشق جس سے پاک ہوؤں - خودی اور خود روی سے پاک ہوؤں

(۵) مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری مقدمات کیلئے دعا کی استدعا کرتے ہیں اللہ تعالےٰ آپ کو کامیاب فرمائے (۶) برادر فقیر علی صاحب امرتسر۔ القول الفصل۔ پڑھکر اپنی کامل تسلی پر اللہ تعالےٰ کا شکر کرتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ کہ دوسری طرف جو مجھے ہمدردی تھی۔ اب میں شیطانی خیالات سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ شیطانی خیال حضرت خلیفہ اول کے الفاظ ہیں (۷) بھنگالہ میں بیماری طاعون کی شکایت ہے احمدی احباب کے لئے بالخصوص دعا ہو (۸) قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری ملک مدار شاہ صاحب مع اہل و عیال کی تجدید بیعت کی درخواست بھیجاتے ہیں۔ قاضی صاحب منکران خلافت احمدیوں سے اپنی جماعت نماز الگ پڑھاتے ہیں (۹) منشی میراں بخش صاحب نے ایک شخص کی امامت کے بارے میں سوال کیا ہے کہ جو چندہ نہیں دیتا۔ اور...

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

جنگ یورپ

جنگ تبریز کے متعلق روسیوں کا بیان۔

لنڈن ۳ - فروری - جنرل چرنوزوبیعت ۳۱ جنوری کو تبریز میں داخل ہوا۔ ترکوں کو مقامات سفیان اور سواران میں (جو تبریز کے شمال مشرق میں واقع ہیں) کامل شکست ہوئی۔ اور ان کا تمام توپخانہ ۲۰۰ قیدی اور بہت سے مجروح روسیوں کے ہاتھ آئے۔ اسکے علاوہ ۹۰ ہزار لاشیں میدان میں چھوڑ گئے۔ بقیۃ السیف ترکی اور جرمن قونصلوں کے ہمراہ مراغہ کی طرف بھاگ گئے (جو تبریز کے جنوب کی طرف واقع ہے) کردوں نے روسی قونصل خانہ کی جدید عمارت کو تباہ کر دیا۔ لیکن دیگر روسی املاک کو کچھ نقصان نہ پہنچایا۔

ترکوں نے تبریز کو خوب لوٹا۔ بازار دکھ جلا دیا۔ اور ضروری سامان بہم پہنچانے سے انکار کرنے پر کئی ایرانیوں کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ کردوں نے سخت وحشیانہ مظالم توڑے۔

کمانڈر فتحی بے کی گرفتاری

لنڈن ۴ - فروری - ترکوں کے تیسویں ڈویژن کا کمانڈر محمد فتحی بے اپنے تمام عملہ اور ۲۵۰ سپاہیوں کے ساتھ اولتی (قفقاز) کے قریب بمقام گورسے ایک روسی دستہ کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا ہے ؛

علاقہ شام کی ترکی فوج

لنڈن ۴ - فروری - ترکی فوج میں سے جو سپاہی بھاگ آئے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس صرف چھ روز کی خوراک تھی۔ اور ہمیں بدوؤں سے نہایت گراں نرخ پر خوراک خریدنی پڑی۔ جرمن افسر فوج میں ڈسپلن قائم رکھنے کی کوشش میں سپاہیوں پر تلواروں سے حملہ کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔

نہر سویز پر جنگ

لنڈن ۳ - فروری - برطانوی نے اسماعیلیہ کے نواح میں غنیم کا مقابلہ کیا۔ غنیم کی سرگرمی ریت کے ایک طوفان کی وجہ سے رک گئی ترکوں کی پیدل سپاہ اور توپخانہ دونوں کی اتشبازی خراب تھی۔ آخر وہ پسپا ہو گئے۔ برطانوی سپاہ کے چھ آدمی زخمی ہوئے قاہرہ کا تار مظہر ہے کہ ترکوں نے منگل کی رات کو مقام طوسون کے قریب نہر سویز کو عبور کرنے کی کوشش کی۔ ان کو پل وغیرہ لانے کا سامان نہر کے کنارے تک بلا مزاحمت لانے کا موقع دیا گیا اسکے بعد جب برطانوی سپاہ نے حملہ کیا تو وہ تمام سامان وہیں چھوڑ کر نہایت بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے غنیم کے کئی آدمی نہر میں غرق ہوئے ؛

ترکوں نے منطرہ کے محاذ پر بھی دن نکلے حملہ کیا۔ مگر ۱۲ مقتولین و مجروحین کا نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے۔ اور انکے ۴ آدمی ہمارے ہاتھ آئے۔ برطانوی سپاہ کے ۳ آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

(اسماعیلیہ نہر سویز کے کنارے سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور طوسون عین کنارے پر واقع ہے)

جہاز سیڈلٹز کو نقصان - لنڈن ۲ - فروری - جرمن کروزر سیڈلٹز بحر شمالی کی جنگ سے سخت ضرر اٹھا کر پہنچا۔ اور اسکے عملے کے لوگوں کی بہت سی جانیں ضائع ہوئیں ؛

ہسپتال کے جہاز پر جرمنوں کا حملہ

پیرس ۳ - فروری - جرمن آبدوز کشتی نے ہیور (فرانس) سے ۱۵ میل شمال مشرق کی طرف برطانوی ہسپتال کے جہاز آسٹوریس پر ایک تارپیڈو پھینکا۔ اور اسطرح معاہدہ ہیگ کی خلاف ورزی کی۔ تارپیڈو کا نشانہ خطا ہوا ؛

مسٹر چرچل آبدوز کشتیوں کی سرگرمی پر

لنڈن ۲ - فروری - یقین کیا گیا ہے کہ بحیرہ آئرلینڈ آبدوز کشتیوں سے پاک ہے۔ اور تجارتی جہازوں کی آمد و رفت کا سلسلہ پھر جاری ہو گیا ہے۔ ڈاک کی آمد و رفت میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی۔

توپخانہ کی مزید سرگرمی

تمام ساحل بلجیم پر گزشتہ دو روز سے توپخانہ کی شدید لڑائی جاری ہے۔ توپوں کی آواز مسلسل سنائی دے رہی ہے متحدہ سپاہ پیشقدمی کر رہی ہے۔ اور اس نے دو خندقوں پر قبضہ بھی کر لیا ہے۔ ہوا بازوں نے مقام سوک پر بم گرائے ہیں ؛

جرمنوں کا شدید نقصان

دریائے دیچولا کے مشرقی کنارے پر روز بروز کثرت سے معرکہ آرائیاں ہو رہی ہیں۔ جرمن جن کو حال میں ۱۲ سے زیادہ رجمنٹیں اور عظیم توپخانہ کی کمک پہنچ گئی ہے۔ شب و روز گولہ باری میں مصروف ہیں۔ گورین میں بالخصوص لڑائی کا بہت زور ہے۔ نہایت خونریز دست بدست لڑائیوں کے بعد ہم نے غنیم کے حملے پسپا کر دیئے۔ اور اسے شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ کوہستان کارپیتھین میں بھی لڑائی کا زور ترقی پر ہے۔

اعلان کیا گیا ہے کہ روسی ہوا بازوں نے مقامات ژاوا سنیبیس اور لوگوسیس (پولینڈ) میں ۲ فروری کو جرمن محفوظ سپاہ کی ٹرینوں پر گولہ باری کی۔

روسی سپاہ کی پیشقدمی

لنڈن ۴ فروری - انکی سپاہ پھر کوہستان کارپیتھین کو عبور کر کے ہنگری کے میدانی علاقہ کے اندر ایک وسیع محاذ پر پیشقدمی کر رہی ہے۔

جرمنوں کا ایک دستہ تباہ کر دیا گیا۔

پیٹروگراڈ - ۴ - فروری - سیرپ (پولینڈ) کے علاقہ میں خونریز جنگ وقوع میں آئی روسی کاسکوں نے کوئی ... جرمن ... کے ایک دستہ کو تباہ کر دیا۔ جرمن مقام ... پسپا ہو رہے ... جرمنوں کو اس امر کا اعتراف ہے کہ انہوں نے ... میں ایک بٹالین کا نقصان اٹھایا ؛

روسیوں کی اہم کامیابی

لنڈن ۴ - فروری - روسیوں نے ... کے ایک ضروری مقام پر قبضہ کر لیا۔

آسٹرین اپنی پسپائی تسلیم کرتے ہیں

لنڈن ۵ - فروری - آسٹریوں نے روس کی بھاری خندقی توپوں کی گولہ باری کے بعد بازنو کے انخلا کو تسلیم کیا ہے۔ ڈوکلا کی سمت اور اس کے قریب جوار میں کوہستان کارپیتھین کے دروں میں روسی دباؤ محسوس ہو رہا ہے

روسیوں کی ترقی

لنڈن ۵ - فروری - بورجی موف میں جنگ شدت کے ساتھ جاری ہے۔ سات جرمن ڈویژن ۱½ میل کے محاذ پر لڑتے رہے جن کی امداد پر بیس سو بیٹریاں تھیں۔ چہار شنبہ کے روز جوابی حملہ سے ہم نے جرمن خندقوں کی دو قطاریں چھین لیں۔

اوچک کی سمت میں ہم نے پیشقدمی کی۔ اور دو ہزار قیدی گرفتار کئے اور ۱۰ جلد چلنے والی توپیں چھین لیں۔ اور ۳ فروری کو ہم نے ان مورچوں کی طرف ہٹنے کا فیصلہ کر لیا جو پیشتر ہی تیار کر لئے گئے تھے۔ غنیم کی اس نواح میں بہت جمعیت تھی ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۹ - فروری ۱۹۱۵ء

سکھ وفادار رعایائے سرکار ہیں!

فیروزپور کے سنسنی خیز مقدمہ کا ۲ - فروری کو عدالت سشن سے فیصلہ ہو چکا ہے - اور ذیلدار جوالا سنگھ و سب انسپکٹر بشارت علی کے قاتلوں کو جن کی تعداد سات نفر ہے سزائے موت مل چکی ہے اور اس طرح گویا کاماگاٹا مارو سے شروع ہونیوالے افسوسناک سلسلہ حادثات کا آخری منظر پس پردہ ہو گیا ہے - لیکن اس مقدمہ کی نوعیت سرکاری گواہ کے چونکا دینے والے بیانات اور عدالت کا یہ فیصلہ کہ قتل و سازش کا جرم ثابت ہے - اور نیز مجرموں کا اجنبی ممالک سے زہر آلود سیاسی اثر لے کر آنا ایسے واقعات ہیں جو ہندوستان کے ہر ایک بہی خواہ کے قلب پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے - اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب مجرموں کا تعلق اس ممتاز اور صد درجہ کی وفادار قوم سے ہو - جن کی وفاداری اور خدمتگذاری صرف زبان و تحریر تک محدود نہیں بلکہ اس کے بہادر اور شجاع فرزند اپنی وفا اپنے صدق اور اپنی خدمات پر ایک سے زیادہ مرتبہ خون کی مہر لگا اور اپنے دوسرے ابنائے وطن کے دوش بدوش سرکار انگلشیہ کے دشمنوں کو خون کا غسل دلانے میں نام پیدا کر چکے ہیں - ابھی گوردت سنگھ کی نامناسب حرکات اور اس سے پیدا ہونے والے مصائب پھر بجبج کا اندوہناک حادثہ اور اس کے الم افزا نتائج ہماری یاد سے محو نہیں ہونے پائے تھے کہ فیروزپور کا ناگوار اور رنجیدہ واقعہ ظہور میں آگیا - ابھی سکھ قوم حادثہ بجبج کے مجرمین کی حرکات ناشائستہ پر اظہار ناراضگی کرنے سے فارغ نہ ہوئی تھی کہ جہالت کے دیوتا نے اپنی پوجا کے لئے اس کے نئے فرزندوں کا انتخاب کر لیا اور بہی خواہان قوم کو ایک مزید تشویش میں ڈالدیا ۔

اگرچہ یہ صحیح ہے کہ چند جہلاء اور از خود رفتہ لوگوں کا فعل کسی قوم پر بحیثیت مجموعی حرف نہیں لا سکتا - اور جس طرح کسی دیوانہ سرحدی ملا کا شورش پسند فتوے جہاد و غارتگری یا کسی بنگالی جماعت کا مفسدانہ و امن شکن طرز عمل مسلمانوں یا ہندوؤں کے دامن وفا پر دھبہ نہیں لا سکتا - اسی طرح گوردت سنگھ وغیرہ کے ہمراہیوں کے خیالات اور انفرادی کارروائیاں خالصہ قوم کے سفید عمامہ پر بیوفائی یا سازش کا نا مطبوع داغ نہیں لگا سکتیں - اور نہ ہی پنجاب کا بہادر سورما اپنی مہربان اور دور اندیش حکومت کی آنکھ میں قابل الزام یا ملامت ٹھہر سکتا ہے - تاہم ایسے واقعات قابل افسوس و رنج ضرور ہیں - کیونکہ بقول بلبل شیراز ؎

گاوے چو در علف زار کہ بیالاید ہمہ گاوان دہ را

یعنی جب ایک بیل کسی چراگاہ میں چلا جاتا ہے تو اس کی وجہ سے تمام گاؤں کے بیل مورد الزام ہو جاتے ہیں اور معترض کو اعتراض کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے - چنانچہ جو افسوسناک واقعات اس وقت ہمارے زیر قلم ہیں - انکی وجہ سے بھی گورنمنٹ کے نادان دوستوں اور کوتاہ اندیش خیرخواہوں کو چہ میگوئیاں کرنے کا موقعہ مل گیا ہے اور ایسے نازک وقت میں جبکہ سلطنت کو ہر ایک فرد بشر کی وفادارانہ خدمات کی اشد ضرورت ہے - ان لوگوں نے ناگوار مباحث کا باب وا کرنے میں نہایت کوتاہ بینی سے کام لیا ہے - جس بات کو بآسانی نظرانداز کیا جا سکتا تھا اسکو خواہ مخواہ اخبار کے کالموں میں لا کر گورنمنٹ کے ایک مخلص طبقہ کی دلآزاری کی ہے ۔

ہمارا روئے سخن اور اشارہ اسوقت انگلستان کے نوزائیدہ پرچے [illegible] انڈیا ین کیطرف ہے - جس نے اپنی قریب کی اشاعت میں مفصلہ ذیل سطور لکھ ماری ہیں -

"جنوبی افریقہ میں طمانیت بخش فیصلہ ہو چکا تھا - لیکن کنیڈا کی حالت میں کوماگاٹا مارو کے احمقانہ اور تباہ کن سفر کی بدولت مزید پیچیدگیاں پیدا ہو گئیں یہ تحریک دراصل اس جھگڑالو سپرٹ کا نتیجہ ہے - جو کچھ عرصہ سے سکھوں میں نمودار ہو چکی ہے - ان لوگوں نے تارک الوطنی کی ذریعہ اور پنجاب کی نہری نوآبادیات میں رہائش اختیار کر کے جو خوشحالی حاصل کی ہے اسکی بدولت وہ بھر گئے ہیں - اور بہت سی تکلیف کا موجب ثابت ہوئے ہیں"

محولہ بالا ریمارک پر جسقدر افسوس کیا جائے - اور انڈیا مین کے مدیر کی ناعاقبت اندیشی پر جسقدر اظہار ناراضی کیا جائے بجا ہے - کیونکہ گورو نانک علیہ السلام کا نام لیوا سکھ حکومت انگلشیہ کا عقیدتمند اور وفادار سپاہی اور پرامن شہری ہے - درہ خیبر کا تنگ دشوار گذار پہاڑی راستہ - مشرق بعیدہ کی زرد زمین - افریقہ کی گرم ریت - اور فرانس و بلجیم کا خونیں میدان اسبات کے شاہد ہیں کہ پنجاب کی زرخیز زمین کا قوی ہیکل اور جری سکھ سپاہی - مسلمان ہموطنوں کے ساتھ ساتھ اپنے خون کے قطرات گرا کر برطانیہ سے عہد وفا رکھنے کا ثبوت دے چکا ہے - پس جو کوئی اسکی مسلمہ وفاداری پر حرف لانے کی کوشش کرتا ہے اپنی کم علمی کا ثبوت دیتا ہے -

انڈیا مین کی اس نا ملائم تحریر کا جو بہترین جواب خالصہ قوم کیطرف ہو سکتا تھا وہ معزز سکھ ہمعصر لائل گزٹ نے ۱۷ جنوری ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں دیا ہے - اور وہ حسب ذیل ہے -

"سکھوں کی وفاداری مسلمہ ہے - اگر کوئی ایک آدھ آدمی اپنی قدیمی روایات کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی حماقت کر بھی بیٹھے - تو اس کے یہ معنی نہیں کہ ساری سکھ قوم ہی باغی ہے - افسوس کہ ان متعصب اور خودغرض مخالفوں کو عیوب تو نظر آ جاتے ہیں لیکن وہ تمام خدمات جو سکھ اس جنگ میں گورنمنٹ کی سرانجام دے رہے ہیں - انکی نگاہوں میں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں"

اس جواب کے بعد جو مناسب جگہ اور مناسب قلم سے نکلا ہے - ہم اور کچھ نہیں لکھ سکتے - البتہ اپنی مہربان حکومت سے یہ ضرور درخواست کرینگے کہ انڈیا مین ایسے اخبارات کو آیندہ ایسے مباحث پر خامہ فرسائی کرنے سے جلد روکا جائے - کیونکہ اگر اس کا جلد سدباب نہ کیا گیا تو مبادا فیروزپور کے مقدمہ کا بھی بات بتنگڑ بنا کر پیش کیا جائے - اور وفادار سکھ رعایائے سرکار کی دلآزاری کا موجب ہو ۔

اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ وفاکیشی اور اخلاص کے جذبات کی قدر کرتی ہے اور سکھوں کی وفاداری سے متاثر ہے اور یہ پسند نہیں کرتی کہ انکی بیجا دلشکنی اور دلآزاری ہو - چنانچہ رذیق رام آریہ کی کتاب کی ضبطی سے سرکار نے اسبات کا تازہ ثبوت بھی دیدیا ، تاہم حکومت کی توجہ ضروری امور کی طرف منعطف کرانا وفادار اخبارات کا فرض ہے اور خصوصاً احمدی اخبارات کا جو سکھوں کو اپنا ایک بہت قریبی فرقہ سمجھتے ہیں - فرض اولین ہے کہ اپنے بھائیوں کی تکلیف کو تکلیف اور آرام کو آرام سمجھیں - اور ایسا کرنے میں ہم اپنے آقا مسیح موعود کے ایک حکم کی تعمیل کر رہے ہیں - آپنے ۲۸ جون ۱۹۰۷ء کو فرمایا :-

"اخبارات میں شائع کرنا چاہئیے کہ سکھ وفادار رعایائے سرکار ہیں ان کا گورو مسلمان تھا جیسا کہ چولہ صاحب سے معلوم ہوتا ہے"

پھر فرمایا "جب میں ست بچن لکھ رہا تھا تو ایک خواندہ سکھ میرے پاس آیا ...

ان الدین عند اللہ

الاسلام

اسلام میں وہ کونسی خصوصیات ہیں جو اور مذاہب میں نہیں

نمبر ۲

دوسری خصوصیت

مذہب ایک باغ ہے جسے خدا تعالےٰ دُنیا میں قائم کرتا ہے اسکی آبپاشی کے لئے انبیاء بھیجے جاتے ہیں اور اسکو ہرا بھرا رکھنے کے لئے کلام الٰہی کا پانی اُتارا جاتا ہے اور جسطرح ایک باغ مالی کے بغیر برباد ہوجاتا ہے اور پانی کے بغیر خشک ہوکر تباہ ہوجاتا ہے اسی طرح انبیاء اور کلام الٰہی کے بغیر کوئی مذہب زندہ نہیں رہ سکتا اور اگر دونوں میں سے ایک چیز بھی اسے میسر نہو تب بھی وہ مُرجھا جائیگا۔ اور پھل دینے کے قابل نہیں رہے گا اس لئے کسی مذہب کو زندہ رکھنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہمیشہ کوئی نہ کوئی مالی اسکی خدمت کیلئے رکھا جائے۔ اور پانی کی بجائے کلام الٰہی کا نزول ہو۔ اب ہم اس اصول کو پیش کرتے ہوئے دُنیا کے مذاہب پر نظر کرتے ہیں تو سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب اس معیار پر پرکھا جاکر زندہ مذہب اور سرسبز باغ ثابت نہیں ہوتا۔ دیکھو آریہ مذہب کو لو۔ اسے بقول آریوں کے ابتداء میں قائم کیا گیا اور چار رشی اسکے مالی مقرر ہوئے اور کلام الٰہی یعنی وید آبپاشی کے لئے اُتارا گیا۔ اور اس طرح آریہ ورت میں ایک روحانی باغ لگایا گیا۔ لیکن تھوڑا عرصہ نہیں گذرا تھا کہ چاروں مالی ایک ایک کرکے رخصت ہوگئے اور باغ کا کوئی نگران نہ رہا۔ پانی تو بیشک موجود تھا لیکن آپ جانتے ہیں کہ مالی کے بغیر پانی کیا فائدہ دے سکتا ہے کیا ایک تلوار واقف کار سپاہی کے بغیر اپنے پورے جوہر دکھا سکتی ہے ہرگز نہیں اسی طرح صرف پانی باغ کی اصلاح نہیں کرسکتا۔ جبتک کہ کوئی مالی نہو جو پانی کو موقعہ پر استعمال کرے خس و خاشاک کو دُور کرے۔ روشوں کی اصلاح کرے سڑکوں کو سیدھا اور ہموار کرے اور تباہ کرنیوالے جانوروں اور اُجاڑ دینے والے پرندوں کو دفع کرے لیکن آریہ ورتی قدیمی باغ مالیوں سے خالی ہوگیا اس کا کوئی نگران نہ رہا اور چار رشیوں کے بعد کوئی ایک شخص بھی دنیا میں نہیں ہوا جسنے کہا ہو کہ خدا نے مجھے اس باغ کی نگرانی کے لئے بھیجا ہے غرض آریہ ورت میں ایک باغ تو لگایا گیا اور ابتداء ابتداء میں ایک چھوڑ دو دو مالی اس کی خدمت کے لئے مقرر کئے گئے لیکن نامعلوم بعد میں مالک نے کیا بات دیکھی کہ باغ کیطرف سے توجہ ہٹالی اور مالی بھیجنے اور نگران مقرر کرنے چھوڑ دیئے اور اس لئے وہ باغ خشک ہوگیا اسکے بعد یہودیوں اور عیسائیوں کو لو۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند خدا نے موسیٰ کے ذریعہ ایک شریعت کی بُنیاد ڈالی اور موسیٰ کو اُس باغ کا مالی مقرر کیا اور آبپاشی کے لئے تورات نازل کی اور جبتک موسیٰ زندہ رہا اس باغ کی حفاظت کرتا رہا لیکن جب وہ فوت ہوگیا تو مہربان مالک نے اس باغ کی حفاظت کا کام حضرت یوشع بن نون کے سپرد کیا۔ جو زندگی بھر اس باغ کے کام میں مشغول رہے اور جب انکی وفات ہوئی تو مالک نے اپنے باغ کے لئے اور مالی تجویز کئے اور اس طرح چودہ سو برس تک پے درپے یکے بعد دیگرے مالی مقرر ہوتے گئے اور باغ سال بسال اپنے پھل لاتا رہا۔ یہاں تک کہ مسیح سا عظیم الشان شخص اس کا مالی مقرر ہوا اور آپکی حفاظت اور درستی کے کام پر لگایا گیا لیکن شریروں نے اسکی قدر نہ کی اور بدبختوں نے اسے پکڑ کر صلیب پر لٹکا دیا۔ اور اس طرح اس عظیم الشان مالی کا خاتمہ ہوگیا مگر افسوس کہ پھر مالک نے اس باغ سے اپنی توجہ ہٹالی۔ اور مسیح کے بعد کوئی مالی اپنی طرف سے مقرر نہ کیا۔ اور اس طرح باغ خشک ہوکر ایندھن بننے کے قابل بنگیا۔ اور پھل دینے سے بند ہوگیا اور اسی لئے ہم اس باغ میں سیر کے لئے نہیں جاتے۔ اب اسکے بعد اسلام کی باری ہے وہ بھی اس رحیم کریم کے ہاتھ کا لگایا ہؤا باغ ہے اور اُسکی ذات بابرکات کا قائم کیا ہؤا چمن ہے مالک نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا مالی اسپر مقرر کیا اور صاف صاف فرمادیا۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون یعنی یہ باغ پہلے باغوں کیطرح فنا نہیں ہوگا بلکہ ہمیشہ محفوظ اور مصئون رہیگا سو رسول اکرم نے اپنی حین حیات میں اس باغ کو ایسا آراستہ کیا کہ باید و شاید۔ اور اسے اس قابل بنادیا کہ وہ اپنے سے پہلے باغوں کی نسبت دگنا پھل دینے لگا اور جب الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی کے سارٹیفکیٹ نے ثابت کردیا کہ مالی اپنا کام کرچکا تو وہ اپنے رفیق اعلےٰ کیطرف بُلا یا گیا لیکن وہ باغ کو خالی نہیں چھوڑ گیا بلکہ تمام کام اپنے شاگرد رشید صدیق اکبرؓ کو سونپ گیا اور اس طرح باغ تباہی سے بچ گیا اور پھر ہمیشہ کیلئے بندوبست کرتا ہؤا فرماتا ہے ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینھا۔ یعنی باغ کا مالک ہر صدی کے سر پر اسلامی باغ میں ایک ایسا عظیم الشان مالی مقرر کریگا جو سو برس تک کیلئے باغ کو خوب آراستہ پیراستہ کردے گا اور باغ ہمیشہ تازہ بتازہ میوے دیگا۔ اسی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ سورۂ نور میں فرماتا ہے لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم یعنی میں ہمیشہ کے لئے وعدہ کرتا ہوں کہ اس باغ کو سرسبز رکھنے کے لئے بڑے بڑے ماہر اور باغبانی کے فن سے واقف آدمی اپنی طرف سے بھیجا کرونگا جو اس باغ کے خدمتگذار ہونگے اور اسکو تباہی سے بچائیں گے چنانچہ واقعات ہمیں بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ اپنا وعدہ پورا کیا دیکھو رسول اکرمؐ کی وفات کے وقت قریب تھا کہ مسیلمہ کذّاب کا لشکر باغ کو اُجاڑ دیتا اور مرتدین کا گروہ اس کو تباہ کردیتا لیکن اللہ تعالےٰ نے ابوبکرؓ کو کھڑا کرکے باغ کو ہلاکت سے بچالیا۔ پھر ابوبکرؓ کے بعد قیصر و کسریٰ سے عظیم الشان بادشاہ باغ پر چڑھکر آئے اور انکی شوکت اور جاہ و جلال نے اسے ویران کردینا چاہا لیکن باغ کے مالک نے توجہ کی اور عمرؓ جیسے مالی کے ذریعہ دونوں عظیم الشان سلطنتوں کو خاک میں ملادیا پھر حضرت عثمان کے عہد میں باغ نے اتنے پھل دیئے کہ وہ افریقہ کے دُور دراز علاقوں تک بھیجے گئے۔ اسی طرح جب رسول کریم کے قریبًا سب کے سب اصحابؓ اس دُنیا سے کوچ کرگئے اور آپکے اقوال اور ارشادات کا ایک بڑا حصہ دُنیا سے گم ہونے لگا اور اس طرح باغ کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہؤا۔ تو مالک نے امام مالک کو بھیجا جنھوں نے باغ کے اس حصہ کی حفاظت کی اور بعد میں پے درپے بخاری۔ مسلم ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ جیسے ماہران فن باغ کے اس حصہ کی حفاظت کے لئے مقرر ہوئے اور جب فلسفہ منطق نے باغ کو اُجاڑنا چاہا تو غزالی اور ابن تیمیہ مالی بنکر آئے اور دشمنوں کے حملوں کو روک کر باغ کو تباہی سے

بچالیا۔ اور جب جسمانیت نے غلبہ حاصل کیا۔ اور ظاہری اعمال پر کفایت کی گئی۔ اور مغز کو چھوڑ کر چھلکوں کو اختیار کیا گیا۔ اور اس رنگ میں باغ کو صدمہ پہنچنے کا ڈر ہوا۔ تو مالک نے حسن بصری جنید بغدادی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی۔ اور ابن عربی ہسپانوی کی جماعت مقرر کی جس نے تصوف کی تلوار سے دشمنوں کا قلع قمع کیا۔ اور اس طرح پر باغ کو بچانے والی ہوئی۔ پھر ایک وقت وحدت وجود کے مسئلے نے باغ کے پودوں کو اکھیڑنا شروع کیا۔ اور شیعیت نے باغ کو بدنما کرنا چاہا تو احمد سرہندی سا جوانمرد مالی بنکر آیا۔ اور دونوں حملوں کو روک کر باغ کا محافظ ہوا۔ پھر جب حدیث کا چرچا جاتا رہا۔ اور لوگ اپنے پیشواؤں کی باتوں کو رسول کے کلام پر فوقیت دینے لگے اور تقلید ہندوستان سے سر اٹھا کر باغ پر حملہ آور ہوئی۔ تو شاہ ولی اللہ سپہ سالار بنکر دشمنوں کی ہلاکت کا باعث ہوا۔ اور آج ہندوستان میں اگر تقلید کا زور کم ہوا تو وہ شاہ صاحب کی کوشش کا پھل ہے۔ پھر آج ایک زمانہ آیا۔ باغ پر اندر باہر دونوں طرف سے حملہ شروع ہوا۔ پادری انجیلیں بغل میں دبائے ہوئے تمام دنیا سے امڈے چلے آئے۔ آریہ لوگ دیانند کی سرکردگی میں باغ پر حملہ آور ہوئے اندر سے تمام فرقے علماً اور اعتقاداً باغ کے بیخکن ثابت ہوئے اور باغ پر ایسی مصیبت کا دن آیا کہ جب سے وہ لگایا گیا تھا ایسا دن کبھی اس پر نہیں آیا تھا لیکن باغ کا مالک غافل نہ تھا۔ اس نے جنکر ایک جری اللہ فی حلل الانبیاء کو بھیجا جس نے آکر تمام دشمنوں کو ہلاک کر دیا۔ اور جس جس طریق سے انھوں نے حملہ کیا انہیں راہوں سے اس نے انھیں شکست دی۔ اندر سے بھی دشمنوں کو نکالدیا اور باہر سے بھی بھگا دیا۔ ایک طرف صلیب توڑی تو دوسری طرف خنزیروں کو قتل کیا۔ کبھی ثریا تک پہنچا اور ایمان واپس لایا۔ کبھی دشمنوں کی صفوں کی صفیں الٹ دیں۔ غرض اس نے اپنے آنے سے ثابت کر دیا کہ یہ باغ خداتعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اسے ہمیشہ کیلئے سرسبز اور تروتازہ رکھے اور قیامت تک وہ ہر خطرہ کے وقت اپنے سپاہی بھیجے گا۔ اور اس طرح وہ باغ دشمنوں سے ہمیشہ کیلئے محفوظ رہے گا۔ غرض اسلام کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اور مذاہب میں خدا کے مامور ایک وقت تک آئے لیکن بعد میں ان کا سلسلہ موقوف ہو گیا اور اس طرح وہ مذہب زندہ نہ رہے مگر اسلام میں ہر زمانہ میں ایسے لوگ آتے رہے اور قیامت تک آتے رہیں گے یہ وہ خصوصیت ہے جو اور مذاہب کو حاصل نہیں۔ کیا کوئی آریہ کہہ سکتا ہے کہ چار رشیوں کے بعد بھی ایسے لوگ دنیا میں پیدا ہوئے جن سے خدا ہمکلام ہوا۔ اور اپنی تازہ بتازہ وحی کے ساتھ مامور کر کے دنیا میں انھیں بھیجا اور اپنے باغ کا محافظ بنایا۔ اس طرح کیا کوئی یہودی تسلیم کرے گا کہ ملاکی نبی کے بعد انہیں پھر کوئی نبی ہوا۔ اور کیا کوئی عیسائی عقیدہ رکھتا ہے کہ مسیح اور اس کے رسولوں کے بعد بھی کوئی شخص نبوت کے منصب پر کھڑا ہو کر اور الہام پاکر عیسوی باغ کا محافظ مقرر ہوا ہرگز نہیں۔ لیکن اسلام ہاں اسلام میں یہ خصوصیت ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے لوگ آتے رہے اور قیامت تک آتے رہیں گے جو خدا سے ہمکلام ہو کر اور خدا کا حکم پاکر اسلامی باغ کی محافظت کے لئے کھڑے ہوئے۔ کیا اس خصوصیت میں کوئی اور مذہب بھی اس کا مقابلہ کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

ککے زئی احمدی احباب توجہ کریں

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معروض آنکہ۔ گذشتہ سال بھر کی جد وجہد کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ آجتک صرف ...... پانچ اصحاب کی اولاد کی فہرستیں خادم کے پاس آئی ہیں۔ تاوقتیکہ جملہ احباب قوم ککے زئی جو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں منسلک ہیں اپنے اپنے حلقہ اثر اور دیگر مضافات کے جملہ ممبروں کی مکمل فہرست تیار کر کے روانہ فرماویں۔ خادم جنرل لسٹ شائع کرنے سے معذور رہے۔ لہذا مکرر عرض ہے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو سکے ہر احمدی بھائی اپنی اپنی اولاد کی فہرست مرتب کر کے خادم کے پاس بھیجدیوے۔ اور جن احباب کو اس امر سے خبر ہو۔ یا وہ خریدار اخبار "الفضل" نہوں۔ انکو بھی مطلع کر کے شمولیت کی درخواست کریں ۔

نوٹ۔ فہرست کے خانہ کیفیت میں جملہ اوصاف والدین و اولاد مشرح درج کرنا چاہیئے۔ تاکہ بوقت انتخاب تردد ات نہ ہوں ۔

جملہ فہرستیں آخیر فروری سنہ ۱۹۱۵ء تک مکمل ہو کر پہنچ جانی چاہئیں ۔

خط وکتابت بنام ماسٹر عبدالعزیز
توپخانہ بازار انبالہ چھاونی

نظم

"ہمارا مرکز وحدت"

بجز کدعہ کے کوئی مرکزِ وحدت کہاں ہوگا
ازل سے قادیاں تھا قادیاں ہی قادیاں ہوگا

جہاں سے چشمے کوثر کے بہینگے سارے عالم میں
یہی وہ قادیاں ہوگا یہی دارالاماں ہوگا

جہاں میں کوئی بھی ہو سخت سے سخت ابتلا نازل
مسیحا کے مدینے میں مگر امن واماں ہوگا

حفاظت اپنے قریہ کی اگر خود چھوڑ دے مولیٰ
مخالف کے لئے دنیا میں پھر یہ کیا نشاں ہوگا

جو بدبختی سے کوئی قادیاں کا چھوڑ دے مرکز
تو پھر کیا فرق غیروں اور اس میں مہرباں ہوگا

بھلا کیوں آلِ مہدی کی یہ بدگوئی یہ سرتابی
قیامت یاد ہے جس دن قیامت کا سماں ہوگا

مسیحا کے جگر گوشہ پہ یہ تیر افگنی کیسی
نہ دنیا میں کوئی تم سے بڑا ایذا رساں ہوگا

خدا نے خود بشارت دی تھی یہ اپنے مسیحا کو
ترا محمود دنیا میں عظیم الشاں نشاں ہوگا

بناتے جاہل و کاہل ہو جن اصحاب صفہ کو
سعادت مندان سا کوئی زیرِ آسماں ہوگا؟

نہ مانے جو مسیح وقت کے الہام کو سچا
یقیناً دین و دنیا میں وہ رسوا بیگماں ہوگا

بنا ہوں جسکے نفخ روح سے اک طائر سدرہ
اسی کے بلدۂ طیب میں میرا آشیاں ہوگا

قدرت اللہ ازلاہور

ہستی باریتعالیٰ

نمبر ٦

(از سید محمد اسحٰق صاحب)

تیرھویں دلیل دنیا یا تو قدیم ہے یا حادث۔ اگر کہو کہ قدیم ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ قدیم وہ چیز ہو سکتی ہے۔ جو کسی اور کی محتاج نہ ہو کیونکہ جس چیز کا قیام دوسروں کے سہارے ہو۔ وہ قدیم کس طرح ہو سکتی ہے۔ ادھر ہم دنیا کی چیزوں کو دیکھتے ہیں کہ سب کی سب محتاج ہیں۔ زمین اناج اگاتی ہے۔ لیکن اس میں بھی وہ پانی کی محتاج ہے۔ اگر پانی نہ برسے تو زمین اکیلی کیا کر سکتی ہے پانی کھیتیوں کو فائدہ دیتا ہے لیکن اکیلا کچھ نہیں کر سکتا ہے۔ اگر زمین سے خوراک نہ پہنچے۔ تب بھی درخت نہ اگیں۔ یا اگر سورج گرمی نہ پہنچائے۔ تب بھی اناج پیدا نہ ہو۔ سو پانی بھی مستقل حیثیت نہیں رکھتا۔ اسی طرح سورج گرمی پہنچاتا ہے۔ مگر ہوا کا محتاج ہے۔ اگر ہوا نہ ہو تو اس کی شعاعیں ہم تک نہ پہنچیں۔ غرض دنیا کی ہر چیز محتاج ہے۔ اور کوئی محتاج قدیم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ دنیا کی ہر چیز حادث ہے تو جب حادث ثابت ہوئی تو کوئی ان کا محدث ہونا چاہیئے۔ اور جو ہستی اتنے بڑے عظیم الشان کارخانہ کی محدث ہو۔ وہی عبادت اور پرستش کے لایق ہے۔ اور اسی کو مذہبی اصطلاح میں خدا کہتے ہیں۔

چودھویں دلیل دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی مصنوع بغیر صانع کے نہیں۔ دیکھو اگر جنگل میں ہم کو ایک صندوق مل جائے۔ گو اس کے بنانے والے کو ہمنے نہیں دیکھا۔ اور نہ وہ صندوق ہمارے سامنے بنایا گیا تب بھی ہم یہی یقین کرینگے کہ ضرور اسے کسی نہ کسی نے بنایا ہے غرض ایک ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی جب ہمارے سامنے ہوگی تو ہم اسے دیکھتے ہی اپنے دل میں اس خیال کو جگہ دینگے کہ اسے کسی نے بنایا ہے۔ اور یہ خود بخود نہیں بنی۔ اور اس بات میں ایک دہریہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہے۔ وہ جب کوئی عمارت بنی ہوئی دیکھتا ہے تو اسے بھی یہی یقین ہوتا ہے۔ کہ یہ خود بخود نہیں بنی بلکہ اس کا کوئی بنانے والا ہے۔ حالانکہ اس نے اس کے بنانے والے کو نہیں دیکھا ہوتا۔ سو جب ہماری فطرت یہی یقین رکھتی ہے کہ ہر مصنوع کا کوئی نہ کوئی صانع ضرور ہوتا ہے۔ اور ہمارا مشاہدہ بھی یہی کہتا ہے۔ تو پھر دہریوں کا یہ کہنا کہ اتنے بڑے نظام کا کوئی خالق نہیں۔ اور یہ تمام دنیا خود بخود ہے۔ زمین سورج۔ چاند وغیرہ آپ ہی آپ ہیں۔ کیسا غلط اور فطرت کے خلاف عقیدہ ہے۔ جب ایک قلم ایک دوات ایک کاغذ بھی بغیر بنانے والے کے نہیں بنتا تو اتنا بڑا انتظام اور ایسا پر حکمت انتظام کس طرح بغیر صانع اور خالق کے قائم ہے۔ اگر یہ کہیں کہ ہم مکانوں اور عمارتوں کو بنتا دیکھتے ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں ان کو کسی نے بنایا ہوگا۔ لیکن دہریوں کی یہ بات بالکل لغو ہے کیا مصر کے میناروں کے معمار کسی نے دیکھے ہیں ہرگز نہیں لیکن پھر بھی دہریہ تک مانتے ہیں کہ وہ مینار بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں۔ پھر ایک اور بات سنو۔ کیا ایسی ایجاد جو پہلے کسی نے نہ کی ہو۔ وہ ایک دہریہ کو دکھائی جاوے۔ تو کیا دہریہ اقرار کریگا کہ یہ خود بخود ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیا فونوگراف جو دنیا میں پہلے کسی نے نہیں بنایا۔ کیا پہلے پہل جب کوئی دہریہ اسے دیکھتا ہے تو یہی سمجھتا ہے کہ وہ خود بخود ہے ہرگز نہیں۔

غرض یہ بات صاف ظاہر ہے کہ کوئی چیز بغیر صانع کے نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ کہنا کہ دنیا خود بخود ہے۔ اور کوئی اس کا پیدا کرنے والا نہیں۔ ایک بالکل غلط بات ہے۔ علاوہ ازیں ایک مثال پر غور کرو۔ ایک شخص ایک کاغذ پر سیاہی گری ہوئی دیکھتا ہے۔ تو وہ خیال کرتا ہے کہ کسی انسان نے گرائی ہوگی مگر ساتھ ہی یہ خیال بھی آتا ہے کہ شاید کسی چوہے وغیرہ نے دوات الٹا دی ہو۔ لیکن اگر اس کاغذ پر تین چار سطریں لکھی ہوئی ہوں۔ خواہ وہ ایسی زبان میں کیوں نہ ہوں۔ جس کو دیکھنے والا نہیں سمجھتا تب بھی یہی یقین کریگا۔ کہ یہ صرف انسان کا فعل ہے کسی جانور کا نہیں یہ اسی لئے کہ سطروں کا لکھنا ایک اعلیٰ کام ہے۔ اور ترتیب پر مبنی ہے۔

سو جس طرح ایک شخص تین چار سطروں کو دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اس ترتیب کا ضرور کوئی مرتب ہونا چاہیئے۔ اسی طرح ہم بھی جب دنیا اور نظام عالم کو دیکھتے ہیں تو ہم بھی اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ایسے پر حکمت اور مرتب نظام کا بھی کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ اور اسی کو ہم خدا کہتے ہیں۔ - وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

کیا کوئی عیسائی ثابت کر سکتا ہے!

جب حضرت مسیح پیدا ہوئے تو اس زمانہ کے بادشاہ ہیرودیس نے انہیں مروا ڈالنے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس کے ایسا کرنے سے پہلے ہی یوسف نجار حضرت مریم اور مسیح کو لے کر مصر کی طرف بھاگ گیا۔ اور ہیرودیس کے مرنے تک تینوں وہیں ٹھہرے رہے لیکن جب وہ ظالم بادشاہ مر گیا۔ تو پھر ملک شام میں واپس آ گئے۔ اور ناصرت نام شہر میں سکونت اختیار کر لی۔ یہ ایک معمولی واقعہ ہے لیکن متی نے اس بات کو اپنی انجیل میں لکھ کر اسے بڑی اہمیت دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اس مصر سے واپس آ کر ناصرت میں رہنے سے ایک بڑی بھاری پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے :-

"اور ایک شہر میں جس کا نام ناصرت تھا جا رہا۔ کہ وہ جو نبیوں نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائیگا"

متی ۲ باب آیت ۲۳

اسجگہ متی نے یہ بیان کیا ہے کہ مسیح کے متعلق بہت سے نبی یہ پیشگوئی کرتے چلے آئے ہیں کہ وہ ناصری کہلائیگا۔ چنانچہ نبیوں کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور مسیح ناصرت میں آ کر رہا۔ لیکن متی نے یہ بات بالکل غلط بیان کی۔ کیونکہ کسی ایک نبی نے بھی یہ پیشگوئی نہیں کی کہ وہ ناصری کہلائیگا۔ تمام بائبل پڑھ جاؤ کہیں ایک مقام پر بھی ناصری کہلانے کا ذکر نہیں۔ ساری توراۃ کا مطالعہ کر جاؤ۔ کہیں اشارہ تک بھی اس بات کو نہیں پاؤ گے۔ کہ کسی کے ناصری کہلانے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ کیا کوئی عیسائی ہے جو مرد میدان بنکر آوے اور ثابت کرے کہ نبیوں نے مسیح کے متعلق ناصری کہلانے کی پیشگوئی کی ہے۔ میں عیسائیوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ اپنے رسول متی کے دعویٰ کو ثابت کریں۔ اور گو متی دعویٰ کرتا ہے کہ نبیوں نے پیشگوئی کی۔ مگر میں رعایت کرتا ہوں اور اتنا ہی مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ تمام بائبل میں سے صرف ایک ہی نبی کا قول دکھا دیں جس نے مسیح کی پیشگوئی کی ہو۔ اور کہا ہو کہ وہ ناصری کہلائیگا۔

کیا حضرت مسیح عمانوئیل تھے؟

پرانے عہدنامہ میں بہت سی پیشگوئیاں مختلف لوگوں اور مختلف واقعات کے متعلق ہیں مگر عیسائی صاحبان تمام پیشگوئیوں کو

متفرق نوٹ

۱۹۱۴ء کی تعلیمی رپورٹ

صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب نے جو صوبہ پنجاب کی تعلیمی رپورٹ شائع کی ہے۔ اس کا مندرجہ ذیل اقتباس امید ہے۔ کہ دلچسپی سے پڑھا جائے گا*

"دوران سال میں صوبہ میں چھ سو سے زیادہ تعلیم گاہوں میں اضافہ ہوا۔ اور طلباء کی حاضری ۴۳ ہزار سے زیادہ بڑھ گئی۔ اور ہر قسم کا خرچ تعلیم پر ۹ لاکھ روپیہ اضافہ ہو کر ۹۰ لاکھ روپیہ تک پہنچ گیا۔ کہ جس میں سے ۳۰ لاکھ پراونشل اور ۲۰ لاکھ امپیریل فنڈوں سے ملا یا یوں کہو۔ کہ نصف کروڑ روپیہ سے زیادہ گورنمنٹ کے خزانہ سے اور باقی چالیس لاکھ کے قریب پرائیویٹ ذریعوں سے آیا۔ چار سو سے زیادہ نئے سکول تعمیر ہوئے۔ یا پرانے سکولوں کی توسیع اور اصلاح ہوئی۔ حاضری کے رجسٹروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سکول جانے والی آبادی کی تخمینی مقدار کی اوسط فیصدی ۲۱٫۳۷ سے ۲۲٫۷۹ تک بڑھ گئی اور لڑکیوں کی ۴٫۳۱ سے ۴٫۶۷ تک غرضکہ صوبہ پنجاب میں تعلیم نے ترقی کی ہے*

زیادہ ترقی پرائمری پرائمری تعلیم میں رونما ہوئی ہے۔ یعنی ۴۴۹ نئے مردانہ پرائمری سکول اور ۴۰ نئے زنانہ سکول سال گذشتہ میں بڑھ گئے۔ اور کل طالبعلم اس صوبہ میں سال گذشتہ میں (۲۷۴۷۰) بڑھ گئے ہیں کہ جن میں (۲۸۹۲۲) اور (۲۷۵۵) لڑکیاں تھیں۔ بحالیکہ سال ماسبق میں کل (۲۰۶۶۹) طالب علم پڑھتے تھے۔ اور آج کل (۲۵۷۰۰) یعنی ¼ ملین سے زیادہ بچے پرائمری سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں*

دوران سال میں ایک ہزار مدرس بڑھ گئے ہیں۔ ٹرینڈ ٹیچروں کی تعداد میں بھی قابل اطمینان ترقی ہوئی ہے۔

ایک اور مسئلہ جو دیہاتی پرائمری مدارس کے متعلق زیر غور ہے۔ وہ ان کے نصاب تعلیم کی اور مقدار اوقات کی مناسبت کا ہے۔ کیونکہ امید ہے کہ دیہاتی مدارس میں زیادہ عملی تعلیم اور تعلیم کے گھنٹوں کی کمی زیادہ شاگردوں کو متوجہ کریگی*

زراعت پیشہ جماعت کے بچوں کی بھی بمقدار ۲۶ فیصدی معافی فیس منظور کر لی گئی ہے۔ گورنمنٹ کی امداد اس عرصہ میں ڈسٹرکٹ بورڈوں کو پرائمری مدارس کے لئے پونے دو لاکھ کے قریب بڑھ کر کل بارہ لاکھ ہو گئی ہے۔ اس لئے جو خرچ فیس سے پورا کیا جاتا تھا۔ اس میں اور بھی تخفیف ہو گئی ہے۔

کالجی تعلیم میں بھی امسال بہت ترقی ہوئی ہے اور دوران سال میں (۴۰۳) طلباء بڑھ کر کل ۳۱۷۶ طلباء کالجوں میں پڑھتے ہیں*

گرل سکول کی حاضری میں بھی ترقی جاری ہے۔ جو بمقابلہ ماسبق ۱۰ فیصدی کے امسال ۴ فیصدی ہے

غیر مذاہب کی تبلیغی کوششیں

مفصلہ ذیل اعداد۔ جو صرف نینی تال کی مجلس کے ہیں۔ وہ پڑھ کر ہمارے برادران طریقت کو جو کچھ کرنا چاہیئے۔ وہ خود بہترین اندازہ کر سکتے ہیں*

(۱) ۱۹۱۱ء میں انجیل کی ۷ لاکھ اشاعت ہوئی۔

(۲) ۱۹۱۲ء میں ۷۵ لاکھ انجیلیں شائع کی گئیں۔

(۳) ۱۹۱۳ء میں ۸۹ لاکھ ۵ ہزار ۲۳۲ جلدیں تقسیم ہوئیں

(۴) پندرہ لاکھ ۵۶ ہزار ۱۸۰۲ جلدیں مکمل کتاب مقدس کی تقسیم کی گئیں۔

بارہ لاکھ ۷۵ ہزار چالیس کتابیں عہد جدید کی چھپیں اور ۷۶ لاکھ ۷۶ ہزار ۹۱۳ کاپیاں انجیل کے متفرق حصوں کی بانٹی گئیں۔ (۵) ہندوستان کے تین صوبوں میں انجیل کی دو لاکھ ۴۴ ہزار ۹۲۸ جلدیں تقسیم اور فروخت ہوئیں۔ ۸۱ صوبوں کی جو بیس بولیوں اور لہجوں میں انجیل کے ترجمے ہوئے۔ ۲۹ عورتیں اور ساٹھ مرد بلا ناغہ اشاعت انجیل کا کام کرتے ہیں۔ اور انجیل کی ۴۹ لاکھ جلدیں عام ہندوستانی لوگوں کے مطالعہ میں آچکی ہیں۔

(۶) پچھلے سال اشاعت انجیل میں دس لاکھ زیادہ ترقی ہوئی۔ اور گذشتہ پندرہ سالوں کی نسبت اب اس کی اشاعت المضاعف ہے*

نو مبائعین

امام بخش صاحب نمبردار ضلع گجرات
سائیں لوک صاحب "
محمد مبارک صاحب "
صدر الدین صاحب "
محمد وزیر صاحب "
اہلیہ صاحبہ محمد بخش صاحب تحصیل نکیریاں
اہلیہ صاحبہ محمد الدین صاحب ضلع گورداسپورہ
مسماۃ خیران دختر " "
مسماۃ نور بیگم صاحبہ "
عالم الدین صاحب مان پور
محمد اسمٰعیل ولد حسن محمد صاحب ضلع سیالکوٹ
بابو فقیر علی صاحب ضلع امرتسر
ملک مداشاہ صاحب مع اہل و عیال۔ ضلع پشاور
سید منان صاحب "
محمد فضل احمد صاحب ضلع گجرات
حبیب کنپور کشمیر
رحمان نون "
احمد نون "
کریم بخش صاحب ریاست پٹیالہ
حافظ شیر محمد صاحب "
میراں صاحب "
نور محمد صاحب "
مرزا رشید بیگ صاحب "
فاطمہ بنت مولوی فیض الدین صاحب۔ سیالکوٹ
میاں غلام محمد۔ میاں بھاگ۔ حیات محمد* ضلع لائلپور
عطاء اللہ صاحب خلف ڈاکٹر احمد خانصاحب۔ ضلع گجرات
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر صاحب "
اہلیہ صاحبہ میاں میراں بخش صاحب "
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر محمد علی خان صاحب "
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب "
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر برکت اللہ صاحب "
اہلیہ صاحبہ الٰہی بخش صاحب "
اہلیہ صاحبہ اکبر علی خانصاحب "
اہلیہ صاحبہ میاں جمال الدین صاحب "

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

(جو مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے دیا)

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ الآیۃ پڑھ کر فرمایا۔ خدا نے مومنین کو ان آیات میں بتایا ہے کہ وہ اپنا علیحدہ آدمی رکھیں۔ ہر شخص اپنے مذاق کے مطابق کام کرتا اور ایک رائے رکھتا ہے۔ کل حزب بما لدیہم فرحون ان حالات میں ضروری ہے کہ قومی اتفاق رکھنے کے لئے رسول کو اسوہ حسنہ قرار دیا جاوے۔ خلفاء کی اطاعت کا مسئلہ بھی اسی کے اندر ہے ؛

اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو راہ ہدایت پر لا کر کامیاب بنانا چاہتا ہے تو ان میں اپنا ایک بندہ مبعوث کرتا ہے جو ان کے لئے اسوہ حسنہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس بندہ میں اپنی مقبولیت رکھتا ہے اور لوگ اس کی رفتار۔ گفتار۔ کردار میں الٰہی جلال دیکھ کر اس کا تتبع کرتے ہیں کیونکہ ہر امر میں اس کی تائید و نصرت و کامیابی و کامرانی ثبوت ہے اس بات کا کہ اللہ اس کے اخلاق عادات عقائد اعمال سے راضی ہے۔ پس نمونہ پکڑنے کے لئے اس کے بہتر کون ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ کذالک نجزی المحسنین۔ اور تاریخ اس کی تائید کرتی ہے کہ جو ان نبیوں کا نمونہ اختیار کرتا ہے۔ اس پر بھی وہی فضل ہوتے ہیں جو انبیاء پر ہوتے ہیں۔ آدم سے لیکر اب تک فوز و فلاح و نجات کی یہی راہ ہے اس کے ماسوا سب ہیچ ہے ؛

ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ کے سامنے جانے کا خوف رکھتے ہیں وہ ضرور اپنی نجات کی فکر کرتے ہیں اور اس کی راہ یہی ہے کہ وہ رسول وقت کا اتباع کریں اس اتباع میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر قول و فعل حرکت و سکون اللہ کے حکم کے ماتحت ہو۔ خدا کی یاد کے یہی معنے ہیں کہ جو جو حکم کسی موقع یا وقت کے متعلق ہوا سے ادا کرے۔ مثلاً اس وقت خطبہ جمعہ ہو۔ تو سامعین پر ارشاد باری تعالیٰ اذا قرء القرآن فاستمعوا الخ کی تعمیل ضروری ہے۔ اور یہاں تک خاموشی ضروری ہے کہ کسی دوسرے بولنے والے کو بھی یہ کہنے کی اجازت نہیں کہ تم چپ رہو ؛

اسی اسوہ پر ایک بات یاد آگئی۔ حضرت مسیح موعود سے کسی نے عرض کیا کہ حضور جس طرح ایمان باللہ و بالرسول کے متعلق تقریریں فرماتے رہتے ہیں۔ اسی طرح بعض داڑھی منڈانے والے یا اس قسم کے منہیات کے متعلق بھی کوئی روز مقرر فرمائیں۔ اور میں ایسی باتوں پر وعظ ہو۔ فرمایا۔ ہم تو تبلیغ کے لئے مبعوث ہوئے ہیں مگر اسی طرز پر کام کرینگے جس پر اللہ نے چلایا ہے ہم تو عملی زندگی کو سنوارنے کے لئے ایمان ہی کو مقدم سمجھتے ہیں جو مجھ پر ایمان لائیگا وہ خود میری داڑھی دیکھ کر داڑھی رکھ لیگا۔ غرض رسول پر ایمان ہی عملی زندگی کو سنوارنے والا ہے مگر بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو صحبت میں رہ کر صحبت کو پورے مستفیض نہیں ہوتے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بھی ایسے آدمی تھے۔ انہی لوگوں میں سے ایک وہ تھا جس نے کہا تھا کہ آپ نے یہ تقسیم مال انصاف سے نہیں کی۔ اسکے جواب میں حضور نے فرمایا کہ دیکھو اس شخص کی نسل یا اتباع سے وہ لوگ نکلیں گے جو قرآن تو پڑھیں گے مگر اسلام سے ایسے باہر ہونگے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ایسا گروہ حضرت علیؓ کے وقت میں پیدا ہوا۔ جن کے عقائد میں سے ایک یہ ہے کہ ان الحکم الا للہ والامر بیننا شوری چنانچہ اسی دلیل سے وہ خلافت کے منکر ہیں۔ حالانکہ حدیث میں ہے۔ من اطاع الامیر فقد اطاعنی ومن عصی الامیر فقد عصانی۔ دیکھو یہ امیر کے بارہ میں ہے۔ اور خلیفہ کی شان تو اس سے بہت بڑھ کر ہے مگر یہ لوگ اس سے منکر ہیں۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مال کے بارے میں اعتراض کرنیوالوں کا یہ حال ہوا تھا تو ضرور تھا کہ دوسری بعثت میں بھی آپ پر مال کے بارے میں اعتراض کرنیوالوں کا یہ انجام ہو اور میں اس خدا کی قسم کھا کر جس کے قبضہ قدرت میں میری اور میرے باپ، دادا کی جان ہے، شہادت دیتا ہوں کہ مولوی محمد علی اور خواجہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کی نسبت میرے سامنے اعتراض کیا کہ جو مال آپ کے پاس آتا ہے وہ بیجا طور پر خرچ ہوتا ہے۔ میں ان صاحبوں کو دو موقعے یاد دلاتا ہوں۔ ایکبار جب حضرت اقدس نے انکی لنگر کے متعلق باتیں سنکر فرمایا تھا کہ یہ لوگ مجھے خائن سمجھتے ہیں تو میں نے یہ بات مولوی محمد علی کو محض اسلئے سنائی کہ آیندہ کبھی ایسی بات کر کے نقصان نہ اٹھائیں تو جب خواجہ صاحب کو مولوی محمد علی صاحب نے یہ بات سنائی تو انہوں نے مجھے بلا کر سب قصہ زبانی سنا تو خواجہ صاحب نے ایک طرف تو مجھ کو کہا کہ میں حضرت صاحب تک یہ بات پہنچاؤں کہ ان کا منشاء یہ نہیں وہ تو حضور کے خادم ہیں بلکہ ان کا منشاء یہ تھا کہ لنگر کی وجہ سے جو تشویش حضور کو لاحق ہوتی ہے ہم اس سے حضور کو فارغ کر دیں اور دوسری طرف مولوی محمد علی صاحب کو کہا کہ اب مجھے بات سمجھ میں آگئی۔ اب میں ایسے رنگ میں پیش کرونگا کہ ضرور کامیابی ہوگی تو مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ میں تو اب نہ کہونگا تو اس پر خواجہ صاحب نے انکو بڑی ملامت کی کہ جب آپ کو معلوم ہے کہ قوم کا مال تباہ اور ضائع ہو رہا ہے اور وہ اسقدر روپیہ ہے کہ اگر عمدہ طریق سے استعمال کیا جائے اور بیجا صرف نہ ہو تو لنگر کیا ان سب قومی کاموں کیواسطے کافی ہو جو کہ آپ لوگوں نے شروع کئے ہوئے ہیں ؛

دوسری بار گرڈیا نوالہ کے سفر میں پھر ذکر کیا کہ جو مال ہم دیتے ہیں اس کا زیور بنتا ہے جس کا اثر ہماری بیویوں پر بھی برا پڑتا ہے اور ساتھ ہی خواجہ صاحب نے کہا کہ کسی واقف کو شاید جھٹلایا جا سکے میں تو سب حالات سے واقف ہوں کیونکہ زیور بنتا ہے اور مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ انبیاء کے فعل دو قسم کے ہوتے ہیں ایک نبوت کے ماتحت دوم بشریت کے ماتحت۔ اور دوسری قسم کے افعال میں اس قسم کی کمزوریاں ہوتی ہیں (نعوذ باللہ)

پس جیسے پہلی بعثت میں ایک گستاخی کرنیوالے کی نسل یا اتباع سے خوارج پیدا ہوئے۔ دوسری بعثت میں بھی ایسے معترضین کا یہ حال ہونا تھا جو افسوس ہے کہ ہو گیا۔ خدا بات کو ہم کیا کریں۔ بلعم باعور کا قصہ سب کو معلوم ہے یہ وہ شخص تھا جس کی دعا حضرت موسیٰ ایسے جلیل الشان نبی کے مقابل میں قبول ہوئی مگر اخلد الی الارض کی وجہ سے مثلہ کمثل الکلب ہو گیا۔ پس مقام خوف ہے۔ انصار کا قصہ تو مشہور ہی ہے وہ شخص جسے حضرت ابو بکرؓ کے مقابل میں خلافت کے لئے پیش کیا جاتا تھا۔ خلیفہ حق کی بیعت نہ کرنے سے مرتدین میں سمجھا گیا اور نہایت گمنامی میں فوت ہوا ؛

تم ایسی مثالوں سے عبرت پکڑو اور اپنے مسیح کا نمونہ اختیار کرو دیکھو انکی زندگی کا مشن اشاعت قرآن مجید تھا۔ علیگڑھ سے اس معاملہ میں شرکت کی دعوت آئی (وہاں کوئی ایسی انجمن قائم ہوئی تھی) مولانا عبد الکریم رضی اللہ عنہ اس دعوت نامہ کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے کہ علیگڑھ فتح ہو گیا۔ کیونکہ اب ہمارا اثر بھی وہاں غالب ہوگا مگر جب یہ مسئلہ حضرت کے پیش ہوا تو فرمایا کہ ہم تو ان لوگوں کے ساتھ ملکر